Al-Azhār

ISSN (Print): 2519-6707

Volume 7, Issue 2(July- December, 2021)

Issue:http: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/17

URL: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/260

Article DOI: https://doi.org/10.46896/alazhr.v7i02.260

Title Research and analytical review of approach/style and methodology of Maulana Rasheed Ahmad Gangohi in Al-Kawakib Al-Durri

Author (s): Dr.Fahmeeda bibi,Dr.muhammad shuaib Yousaf,Abrarullah

Received on: 29 July, 2021

Accepted on: 29 November, 2021

Published on: 25 December, 2021

Citation: Dr.Fahmeeda bibi,Dr.muhammad shuaib Yousaf,Abrarullah, “"Research and analytical review of approach/style and methodology of Maulana Rasheed Ahmad Gangohi in Al-Kawakib Al-Durri ,” Al-Azhār: 7 no, 2 (2021):225-244

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

مولانا رشید احمد گنگوہی کا الکواکب الدری میں اسلوب و منہج کا تحقیقی و تجزیاتی جائزہ

Research and analytical review of approach/style and methodology of Maulana Rasheed Ahmad Gangohi in Al-Kawakib Al-Durri

*ڈاکٹر فہمیدہ بی بی
** ڈاکٹر محمد شعیب یوسف
*** ابراراللہ

Abstract

Jami 'al-Tirmidhi is a comprehensive and a very useful book of hadith in which traditions, wisdom/rationale and jurisprudence of hadith have been collated. Besides this, it has many merits/virtues, and it is one of the important books of hadith. Due to its many merits, some scholars have given it third highest place among the books of Hadith. Many people have written commentaries on Sunan Tirmidhi. One of these commentaries is Sharh Al-Kawakib Al-Durri which is a textbook on Jamia Tirmidhi by Maulana Rashid Ahmad Gangohi compiled by Muhammad Ismail Kandhalvi. This book, despite being brief, is considered to be one of the comprehensive commentaries on hadith.

Every Muhadith (narrator of hadith) has his own method of interpreting/explaining the ahaadith of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him), and through his very own method he interprets/explains different ahaadith. This interpretation/explanation is done in many ways, one of which is to do a lexical study of the words and their grammar and syntactics. Apart from grammar and syntactics, another important thing to consider is the meaning of the words. The individual and literal meaning of some words can be very clear, But together with other words, their meaning and significance changes according to the context. Commentators/narrators of hadith also explain the meanings of such words.

In addition to this, the ahadith of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) contain some unique and difficult words. Such require serious consultation and reference to research made in this regard, in order to determine their meaning. Maulana Rashid Ahmad Gangohi's commentary is characterized by the fact that Maulana has placed high regard for the fundamental principles. The readers of Al-Kawakib al-Durri can observe it well. This article presents a research and analytical review of the style and methodology of Maulana Rasheed Ahmad Gangohi in Al- Kawakib Al-Durri Sharh Jami Tirmidhi.

***Keywords**: Maulana Rasheed Ahmad Gangohi, Al- Kawakib Al-Durri Sharh Jami al-Tirmidhi*

....

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ و عربی، یونیورسٹی آف صوابی، صوابی
** شعبہ عربی، جامعہ پشاور
*** پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

مولانا رشید احمد گنگوہی:

ولادت : ٦ ذوالقعدہ ١٢٤٤ھ پیر کے دن چاشت کے وقت پیدائش ہوئی۔ گویا سوموار کی ولادت غیر اختیاری سنت نبوی کا شرف حاصل ہو گیا۔ انڈیا کے ضلع سَہارَنپُور کے معروف گاؤں گنگوہ کے پرانے محلے سرائے کے اس گھر میں ولادت ہوئی جو کبار شیخ حضرت مولانا عبد القدوس گنگوہی کے گھر کے ساتھ ملا ہوا تھا۔[1]

وفات: ١٢ یا ١٣ جمادی الاوّل ١٣٢٣ھ کی رات آپ اپنے حجرے میں نوافل پڑھ رہے تھے۔ اور آپ نوافل میں اس قدر مشغول تھے، کہ کسی زہریلی جانور نے ڈنگ مارا جو آپ کی وفات کا سبب بنا۔ اس وقت نماز میں آپ کو اس کا احساس نہیں ہوا۔ لیکن جب صبح کپڑوں پر اور مصلیٰ پر خون دیکھا اور ہاتھ کی تکلیف محسوس کی، تو پتا چلا کہ کسی موذی جانور نے کاٹ لیا۔ یہ تکلیف دن بدن زیادہ ہوتی رہی اس کی وجہ سے بخار ہونے لگا۔ اور بخار میں اتنی شدت آگئی کہ آپ جمادی الثانی ١٣٢٧ھ کو بمطابق ١١ اگست ١٩٠٥ء جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد وفات پا گئے۔ اور آپ کی عمر اٹھہتر سال تھی۔[2]

تعارف الکواکب الدرّی کا تعارف و تجزیہ:

الکوکب الدرّی۔ جو جامع ترمذی کی شرح ہے۔ اس شرح کو اس ترتیب سے لکھا ہے۔ کہ ہر انسان خوب استفادہ کر سکے۔ انھوں نے اس کو بہت آسان طریقے سے ترتیب دیا۔ اس میں ایسی ترتیب کو اپنایا کہ اس میں جامع ترمذی کی پوری تصنیف کا جائزہ لیا گیا تصنیف کا طریقہ منہج بہت آسان ہے جو ہر انسان کو آسانی سے سمجھ آجاتا ہے۔ آپ نے علم حاصل کیا تو آپ نے اس چیز کی ضروت پتا چلی، کہ اس کو دوسروں تک کس طرح منتقل کیا جائے۔ اس کے لیے آپ نے تالیف و تصنیف کا راستہ اختیار کیا۔ آپ نے کافی ساری کتابیں تالیف کیں۔ ان سب میں ایک اہم کتاب الکوکب الدرّی ہے۔

اس شرح کی خصوصیات یہ ہے۔

١۔ کہ اختلافی مسائل میں احناف کے دلائل کو بڑی عمدگی سے تحریر کیا۔

٢۔ حسب ضرورت اسماء الرجال کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

٣۔ اصولی، ادبی اور نحوی قواعد کا بھی جا بجا ذکر کیا مثلاً الصلوۃ کے ذیل میں نحوی قاعدہ بیان کرتے ہیں کہ اس وضاحت اضافت اگر اسم معرف بالام کی طرف ہو تو اجزاء میں سے ایک جز مراد ہوتا ہے۔ جبکہ اگر اسم نکرہ

کی طرف ہو تو وہاں مختلف انواع میں سے ایک نوع مراد ہوتی ہے۔

۴۔ متعارض احادیث کا بڑا عمدہ حل پیش کیا گیا۔نادر توجیہات بھی جابجا مذکور ہیں مولانا یوسف بنوری فرماتے ہیں کہ مولانا رشید احمد گنگوہی اس کتاب یعنی جامع ترمذی کی ایسی نادر اور اچھوتی توجیہات کی گئی جن سے بڑی ضخیم کتاب بھی خالی ہوتی تھی۔[3]

۵۔ مقاصد شریعت اور اسرار حکم بھی اس ذخیرے میں ملتے ہیں۔اس مختصر خصوصیات کے بعد ہم ان کی مثالیں بیان کرتے ہیں۔

مسئلہ نجاسۃ الماء میں مختلف مسالک کے درمیان تطبیق:

پانی جس قدر اہم ضرورت ہے اس میں اس قدر اختلاف بھی ہے۔چنانچہ علماء نے پانی کے صاف اور ناپاک ہونے پر بحث کی ہے۔علم حدیث اور فقہ کے ذخیرہ پر نظر دوڑائیں تو مسئلے کی اہمیت کا پتا لگتا ہے اس میں کتنی مخالفت ہے۔فقہاء ثلثہ سوائے مالکؒ کے سب کا اتفاق ہے۔کہ اگر پانی کثیر ہو تو پھر نجاست کے گرنے سے ناپاک نہ ہو گا علاوہ یہ کہ تینوں (رنگ، بو، مزہ) سے کوئی تبدیلی ہو جائے تو جبکہ کم پانی نجاست گرنے سے فورًا ناپاک ہو جائے گا۔لیکن اس کم اور زیادہ کی مقدار ان کے بیچ مختلف ہے۔

امام اعظمؒ کہتے ہیں پانی کی کمی بیشی رائے مبتلی پر موقوف ہوگی۔یعنی جس آدمی کو یہ مسئلہ لاحق ہو گا وہ خود ہی اس بات کا فیصلہ کر گا کہ پانی زیادہ ہے یا کم۔[4]

امام شافعی امام احمدؒ فرماتے ہے کہ کمی اور بیشی کے بیچ پانی کا قلتین ہونا ہے۔یعنی اگر پانی دو مٹکے کے برابر ہو تو وہ کثیر سمجھی جائے گی۔[5]

الکؒ کہتے ہیں کہ پانی کم ہو یا زائد جب تک اس کا کوئی ایک وصف نہ بدلے وہ پاک ہی سمجھا جائے گا۔[6]

اس کے علاوہ بھی اقوال دیگر مجتہدین سی اقوال نقل ہیں صاحب اسعایہ کے مطابق پندرہ تک ہے[7]

تحقیق کے بعد دو اقوال ایسے ہیں جن میں مخالفت ہے۔مطلب یہ کہ امام اعظمؒ اور شافعیؒ اور احمد بن حنبلؒ کا قول۔امام شافعی کا دلائل ابن عمر کی مشہور حدیث ہے۔

((عن ابی عمر قال سمعت رسول وهو عن الماء يكون فى الفلاة من الارض و ما ينو به من السياع والدواب قال رسول الله اذا كان الماء قلتين لم يحمل الخبث))[8]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ سے اس پانی

کے بارے میں پوچھا جارہا تھاجو میدان میں ہوتا ہے اور جس پر درندے اور چوپائے آتے جاتے ہیں، تو آپ نے فرمایا" :جب پانی دو قلہ ا ہو تو وہ گندگی کو اثرانداز ہونے نہیں دے گا،اسے دفع کر دے گا۔"

احناف اس کے متعلق کہتے ہیں یہ مضطرب السند، مضطرب المتن اور مضطرب المعنی ہے۔اس لیے کہ بعض اسے محمد بن الزبیر بعض اسے محمد بن عبادہ بن جعفر سے نقل کرتے ہیں۔بعض عبداللہ ابن عبداللہ ابن عمر سے نقل کرتے ہیں۔ مضطرب متن اس لیے مختلف طرق میں قلتین، قلتین او ثلاثا او اربعین قلة وارد ہے۔اور مضطرب المعنی اس لیے کہ قلہ کے چار معنی بتائے جاتے ہیں۔پہاڑ کی چوٹی،اونٹ کی کوہان، انسان کا قد اور مٹکہ چنانچہ احناف نے ان اختلاف کہ وجہ سے اس حدیث کورد کر دیا۔[9]

لیکن خود حنفیہ میں سے کچھ حضرات اضطراب کو قدح نہیں کہتے۔صاحب السعایہ نے بڑی تفصیل سے ان اضطراب کو رد کیا۔[10]

خود مولانا گنگوہی نے لکھاہے کہ:

حق یہی ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔تحفہ الاحوذی میں بھی ان اعتراض کو رد کیا گیا۔[11]

حاصل یہ کہ امام شافعی کی یہ دلیل قابل استدلال ضرور ہے۔اس تفصیل سے واضح ہوتا ہے یہ مسئلہ معرکۃ الآراءہے اور تطبیق مذاہب کی کوئی صورت نظر نہیں آرہے۔

رشید گنگوہیؒمیں حدیث وفقہ کے علم کی مجتہدانہ صفات موجود تھیں مولانا صاحب نے اس مسئلے کی ایسی تحقیق کی کہ جس سے دونوں مذاہب میں تطبیق ہو جاتی ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ حنفیہ اور شافعیہ کے مسلک میں تعارض ہے ہی نہیں چنانچہ احناف پانی کے جاری ہونے پر تحدید کی۔اگر اس کی ایک طرف سے حرکت دی جائے اور دوسری طرف حرکت نہ بھی آئے۔یعنی پانی اتنی مقدار میں ہو کہ اگر اس کی ایک سمت سے ہلایا جائے تو اس کی دوسری سمت حرکت نہ ہو۔مولانا یحیٰ کاندھلوی لکھتے ہیں کہ مولانا رشید احمد صاحب نے ہمیں خود اس کا تجربہ کروایاہے کہ اگر کسی گہری جگہ میں دو مٹکوں (قلتین) کا پانی ڈالا جائے تو اس پانی کی ایک طرف کو حرکت دی جائے تو اس کہ دوسری طرف حرکت نہیں ہوتی۔یعنی حنفیہ اور شافعیہ دونوں کے ہاں زیادہ پانی ہی ہونا شرط ہے دونوں مذاہب نتائج کے اعتبار سے ایک جیسے ہی ہیں۔[12]

مولانا رشید احمد اپنے طالب علموں کو بھی اس کا تجربہ کرواتے تھے۔

"کیف و قد جربه الاستاذ الاعلامه حین قرأتنا تلک الرویات فکان قلتا الماء قدر غدیر عظیم لا یتحریک احد طرفیه بتحریک الطرف الاخر و کان نحوا من ستة اشبار فی مثلها ولله الحمد"[13]

احکامی مسائل میں قواعد فقہیہ کا استعمال:

مولانا رشید احمد گنگوہی کی شرح کی خاصیت ہے کہ مولانا نے اصولی قواعد کا اعلیٰ لحاظ رکھا ہے۔ ہمیشہ طلباء کو احکامی مسائل

کے استخراج میں اصول فقہ کے حق کو ادا کیا۔ الکوکب الدری میں پڑھنے والا اس کا مشاہدہ اچھی طرح سے کر سکتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں کچھ یوں ہے۔

((من ادرک رکعة من العصر و الفجر فقد ادرک الصلوٰة))14

جو عصر اور فجر کی سنتیں نہ پڑھے تو وہ دوسری نماز پڑھ لے۔

محدثین اور فقہاء کے ہاں یہ مشکلات میں شمار ہوتی ہے یعنی اس حدیث کا تعارض اس حدیث کے ساتھ ہوتا ہے۔ جس میں تین اوقات طلوع، غروب اور استواء شمس میں سے نماز پڑھنے سے روک دیا گیا جب کہ حدیث میں تفصیل ہے کہ جس بندے نے ایک رکعت بھی فجر یا عصر پڑھ لی اور پھر وقت نہیں رہا تو اس نے نماز پالی یعنی وہ دوسری رکعت بھی پڑھ لے۔ اور نماز پوری کرے حالانکہ جب وہ دوسری رکعت پڑھے گا تو عین غروب یا طلوع شمس ہو گا۔ حنفیہ کے نزدیک ایک اور مشکل بھی ہے۔ ان کے ہاں جس آدمی نے عصر کے آخری وقت میں نماز شروع کی اور دورانِ نماز اگر سورج ڈوب گیا تو اس کی نماز صحیح ہو گی جبکہ فجر کی نماز آخری وقت میں پڑھنے کے دوران اگر سورج طلوع ہو جائے تو نماز نہیں ادا ہو گی۔

حنفیہ فجر اور عصر کے درمیان فرق کا جواب یہ دیتے ہیں کہ عصر کا انتہائی آخری وقت مکروہ ہونے کے باعث ناقص ہو گا جس آدمی نے اس وقت نماز پڑھی اس کی ادا ناقص ہو گی۔ اور جس وقت سورج غروب ہو تو یہ وقت بھی ناقص تھا لہٰذا نماز شروع بھی ناقص وقت پر ہوئی اور ختم بھی ناقص وقت پر ہوئی۔

جبکہ فجر میں سارا وقت کامل ہے جب اس نے آخری وقت نماز شروع کی تو ادا کامل تھی جس سورج طلوع ہوا تو وقت ناقص ہو گیا اس وجہ سے کامل وقت میں فرض ہونے والی نماز اور شروع کی جانے والی نماز ناقص وقت میں ادا ہونے کی وجہ سے فاسد ہوئی۔ یہ حنفیہ کا وہ عام جواب ہے جو فقہ اور اصول فقہ کی کتب میں

موجود ہے۔[15]

مولانا رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ اولاً دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں آپ لکھتے ہیں افعال کی دو قسمیں ہیں:

فعل حسی و فعل شرعی:

فعل حسی پر جب مذہب کی طرف سے نہی وارد ہو تو وہ کام مکمل طور پر ممنوع قرار دیا ہے۔

اس کے جواز کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی۔ جیسے زنا شریعت محمدی سے پہلے بھی جس طرح ممنوع تھا اسی طرح بھی حرام اور ممنوع ہے۔

فعل شرعی پر جب شارع کی طرف سے نہی وارد ہو جائے تو نفس جواز باقی رہتا ہے۔ گویا اصل حکم جائز ہوتا ہے کسی وصف اور عار کی وجہ سے ممنوع قرار پاتا ہے۔[16]

اسی اصول کی روشنی میں دیکھا جائے تو نماز فعل شرعی ہے کیونکہ مشروعیت سے پہلے یہ نماز وہ نہیں تھی جو مشروع ہونے کے بعد ہے۔ کیونکہ کہ پہلے نماز چیخنا چلانا تھا۔

﴿وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً﴾[17]

اور کعبہ کے پاس ان کی نماز نہیں مگر سیٹی اب نماز ایک خاص جہد کے ساتھ ارکان مخصوصہ کے انجام دینے کا نام ہے۔ حدیثوں میں تعارض نہیں اوقات ثلثہ والی حدیث میں اصل حکم بتلایا گیا۔ جبکہ اس حدیث میں فجر و عصر کے نفس جواز کی ہدایت کی ہے دیگر احناف پر جو اعتراض رفع ہوتا ہے۔ گویا جیسے عصر کی نماز نفس جواز کے اعتبار سے صحیح ہے اس طرح فجر کی نماز بھی نفس جواز کے لحاظ سے صحیح ہے۔ ایسے احناف نے روایت کے دونوں اجزاء پر عمل کیا ہے یہ الگ بحث ہے کہ باعث فجر اور عصر میں فرق کیا جائے۔[18]

اسرار شریعت کا بیان:

فقہیہ پر لازم ہے وہ احکام و علتوں و حکمتوں سے اچھی طرح واقف ہو۔ اس سلسلہ میں گنگوہی کو ولی اللہی خاندان کے علوم کا جانشین کہہ سکتے ہیں۔ جیسے کہ یوسف بنوری لکھتے ہیں:

"وورث علوم الشيخ عبدالعزيز الدهلوى عالمان جيلان الاما الحجة مهمد قاسم النانوتوى والمحدث الفقيه الحجه الشيخ گنگوہى بيدانه غلب النانوتوى علوم المتكلمين وعلوم الحقائق وغلب على الشيخ الگنگوہى علوم الفقهاء وعلوم سنة مع حظ و افر بين الجانبين ولكن اصبحت جهة الحائق مغلوبة فى واحد كما ان جهة علوم الفقهاء مغلوبة فى الاخر"[19]

اس سلسلہ میں چند مثالیں درجہ ذیل ہیں الحکمۃ ضالۃ المومن کی تشریح حدیث میں کچھ یوں بیان ہے:

((الحکمة ضالة المومن فحیث و جدها فهوا الحق))20

ضالۃ کے معنی گم شدہ چیز حکمت مومن کی گمشدہ میراث ہے۔اس حدیث کی مختلف توجیہات محدثین نے واضح کی ہیں۔کچھ علماء کہتے ہیں "ضالۃ" کا معنیٰ مطلوب ہے۔کیونکہ حکمت مومن کی مطلوب چیز کچھ علماء کہتے ہیں اس کا مطلب بسا اوقات حکمت پر مشتمل بات ایسے آدمی کو معلوم ہو جاتی ہے جو آدمی کے قابل نہیں ہوتی اسے چاہیے کہ یہ بات کسی ایسے آدمی تک پہنچائے جو اس کے قابل ہو بعض لوگوں کہتے ہیں اگر کوئی قیمتی اور نادر بات ایسے آدمی کو بتا دی اور اسے کے علم میں لائی جو اس کو آسانی سے نہیں سمجھ سکتا ہے۔اسے چاہیے ضائع کرنے کے بجائے کسی دانا و حکمت والے کو بتادے۔[21]

مولانا رشید احمد گنگوہی نے اس کی منفرد ایسی توجیہ کی ہے کہ جس سے حکمت پر ضالۃ کے اطلاق کی فصاحت ہوتی ہے۔مولانا صاحب لکھتے ہیں کہ مومن فطرت سلیمہ پر پیدا ہوا ہے یعنی فطرتی طور پر اس میں حق بات کو سمجھنے اور عقل و دانائی سے واقف ہونے کی خواہش ہوتی ہے لیکن دنیوی زندگی میں گم ہو کر خواہشات نفسیانی کے باعث فطرت صلاحیت پر پردہ پڑ جاتا ہے۔اب مومن حکمت اور دانائی کی بات جب کسی سے سنتا ہے تو فوراًاسے قبول کر لیتا ہے گویا وہ اس بات کی گم ہوئی میراث کو اسے واپس لوٹا دیتا ہے۔[22]

فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان ممانعت کلام کی وجہ:

حدیث میں فجر کی سنتوں کے بعد فرائض کی ادائیگی تک کلام کو مکروہ قرار دیا جاتا ہے۔[23]

مولانا رشید احمد اس کی علت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:((لما کان شرعیة سنن الفجر الدفع مایتوا رد علی القلب من غفلات النوم وکان الکلام فی هذا الوقت یکثر الغفلات لم یکن له ان یتکلم الابما لا بد منه))[24]حدیث میں "من بنی لله مسجد ا" کی تشریح:((من بنی لله مسجد بنی الله له بیت فی الجنة مثله))25

اس روایت میں قول کا یہ کنایہ ہے کہ بندہ اللہ کی خوشنودی کے لیے مسجد بناتا ہے رب اس کے لیے اسی طرح کا گھر بناتا ہے۔ظاہری روایت سے یہ مفہوم ملتا ہے جب انسان اللہ کی رضا کے لیے جتنی عمدہ اور خوبصورت مسجد بناتا ہے اسی طرح کا حسین گھر اللہ اس شخص کے لیے آخرت میں گھر بناتا ہے۔مولانا صاحب اس سے ایک عمدہ معنی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

"المماثلة فی الاخلاص وعلی هذا فذیادة الاجرفذدة الاخلاص و ان لم یذد مقدارما نفق فیه"[26]

یعنی مماثلت اخلاص میں ہے کہ جس قدر اخلاص سے مسجد بنائی جائے گی اسی اخلاص سے آخرت کا گھر ملے گا۔اس حدیث کی دوسری توجیہ کی جانب کہتے ہیں مفہوم یہ ہوگا آخرت کا گھر اتنا ارفع اور اعلیٰ ہوگا کہ مسجد بنانے میں اخلاص ارفع اور اعلیٰ ہوگا۔[27]

تعارض حدیث کا حل اور اس میں محدث گنگوہی کی مہارت:

مولانا صاحب کو مشکلات حدیث کو حل کرنے میں کافی مہارت تھی۔الکوکب الدرّی میں مولانا صاحب اس مہارت کو سامنے لاتے ہوئے بیان کرتے ہیں جن کی چند مثالیں یہاں ذکر ہوگیں۔

خدا نے مرد کو خاندان کا نگران بنایا ہے اور معاشی اور ازواجی زندگی میں مشیر کا درجہ دیا ہے۔چونکہ مردوں کی فطرت میں محنت اور مشقت کو رکھا ہے لہذا انہیں حکم دیا کہ اپنی فطرتی صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہوئے گھر کے باہر کے کام کو سنبھالیں یہی وجہ ہے کہ عورت کو بغیر محرم کے سفر نہیں کر سکتی۔اس سلسلے میں کافی احادیث مختلف پائی جاتی ہیں۔بعض روایات میں اس سفر کی تحدید تین دن سے کی گئی ہے۔بالفاظ دیگر بغیر محرم کے سفر شرعی کرنے سے منع کیا گیا ہے جبکہ کچھ روایات میں ایک دن کا سفر کرنے کی بھی اجازت نہیں جس کا مطلب ہوا کہ باب مختلف احادیث شامل ہیں، مولانا صاحب ان سب روایات کے درمیان تطبیق کرتے ہیں:

((واما اذا کان السفر اقل من ذالک فالنهی منوط بالفتنة خیف علیها الفتنة لا یجوز لها الخروج الی مسجد فما ظنک بمیسر ة یوم او یومیں و ان لم یخف لم تنة و علی هذا فالرویات کلها صحیحة مفید ة معمول بها))[28]

یعنی سفر تین دن سے کم ہو تو ممانعت سفر کا تعلق فتنہ کی وجہ سے ہے۔

عورتوں کے لیے زیارت قبر کے بارے میں مروی متعارض روایات:

امام ترمذی کے حوالے سے روایت آپ ﷺ نے مزاروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔[29]

اس کے علاوہ ایک دوسری حدیث ہے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمہیں قبور کی زیارت سے منع کرتا تھا لیکن اب تم زیارت کر لیا کرو۔[30]

ظاہری طور پر ان دونوں روایات میں تعارض آتا ہے۔

الفاظ کی تشریح:

مولانا صاحب نے شرح لکھی اس میں یہ طریقہ اختیار کیا آپ نے جہاں دیکھا کوئی مشکل لفظ ہے۔تو اس کی تشریح کی۔مثلاً

لفظ اخبرنا اور حدثنا کی تشریح:

اخبرنا شاگرد پڑھے یا قرأت کرے اور استاد اسے سنے تو اس کو اخبرنا کہتے ہیں۔[31]

جبکہ حدثنا سے مراد یہ ہے کہ استاد نے قرأت کی اور شاگرد نے سنی۔لیکن متقدمین کے نزدیک حدثنا اور اخبرنا میں کوئی فرق نہیں ہے۔

الرباط کی تشریح:

رباط کے لغوی معنی گھوڑے کے ہیں۔لیکن یہاں حدیث کی مناسبت سے سرحدوں کی حفاظت میں گھوڑے باندھ کر چاق وچوبند رہنا، جہاد کے افضل ترین مرتبے میں سے ہے۔حالانکہ جہاد کی ہر قسم افضل ہی ہوتی ہے۔کیونکہ مجاہد ہر وقت دشمن کی تاک میں رہتا ہے۔اور اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر سرحدوں کی حفاظت کرتا ہے۔ یہاں پر حدیث میں مسلمانوں کی سرحدوں پر منتظر رہنے کو صلاۃ و مرابط کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔جیسے کہ کوئی آدمی عبادت گاہ میں نماز کے لیے منتظر رہتا ہے۔اسی طرح مجاہد سرحدوں کی حفاظت کرنے میں منتظر رہتا ہے، کہ کس وقت اس کا شکار آئے تا کہ وہ اپنا فرض ادا کرے۔[32]

عام الفتح کی وضاحت:

اس سے مراد ہے کہ جس روز مکہ فتح ہوا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلمپر شروع میں ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنا لازمی تھا۔پھر لازم منسوخ ہو کر مستحب ہوا۔آپ نے پوری امت کے لیے ایک طریقہ چھوڑا۔اس دن کی وضاحت مولانا صاحب نے کر دی کہ عام الفتح کس دن کو کہتے ہیں۔[33]

وضاحت قولہ اَلااَدلکم:

اس قسم کے سوال کا مطلب کہ تھوڑے عمل پر زیادہ ثواب کا ملنا ہے۔تو ہو سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اس حدیث سے مقصود صرف ترغیب دینا ہو نہ کہ حقیقی معنی لیکن جب صحابہ نے اپنی رغبت ظاہر کی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جس موقعہ پر پانی ٹھنڈا ہو، ہوا چل رہی ہو تو اس وقت وضو کے

تمام فرائض و سنن کو پورا کرنا مشقت والا کام ہے۔[34]

ائمہ اربعہ کے اختلافات کی تفصیل:

مولانا صاحب شرح میں آئمہ اربعہ اوران مسائل شرعیہ پر اختلافات کو بیان کرتے ہیں۔ جب مولانا روایت میں اختلاف

آئمہ اربعہ کو دیکھتے تھے تو اس کو تفصیل کے ساتھ بیان کرتے تھے۔

جیسے امام مالک مدینہ والوں کی حدیث کو غیر مدینہ والوں پر فوقیت دیتے تھے۔

شافعیؒ لکھتے ہیں جس روایت کی سند مضبوط ہوتی ہے۔ اس پر عمل کرنا ضروری ہے اگرچہ وہ بعض اصول شرعیہ سے متصادم ہی کیوں نہ ہو۔

احمد بن حنبلؒ زیادہ تر ظاہر روایت پر عمل کرتے تھے اور روایت کے بارے میں بہت ہی کم اجتہاد کیا کرتے تھے۔

امام ابو حنیفہ کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اصول اور قوانین مقرر فرمائے ہیں۔ تاکہ ان پر عمل کیا جائے اور اگر کوئی اصول کی سمجھ نہ آئے یا نہ ہو تو دوسرے قسم کے اصول کی جانب آجائے۔[35]

سند میں موجود اضطراب کی وضاحت:

" آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بیان کیا کہ میری طرف حضرت جبرائیلؑ آئے اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وضو کرلیں تو کپڑے (رومال) کو تر کرلیں"[36]

مولانا اس حدیث میں نام کے اضطراب کے متعلق کہتے ہیں یہ حدیث ابو حکم بن سفیان، ابن عباس، زید بن حارثہ اور ابو سعید سے منقول ہے۔ کہ اس میں بعض حضرات نے راوی کا نام سفیان بن حکم لیا ہے۔

اور بعض کے نزدیک حکم بن سفیان ہے اور اس حدیث میں یہ اضطراب ہے۔

حدیث حسن صحیح کی وضاحت:

جب مولانا نے ترمذی کی شرح کی، تو انھوں نے بھی وضاحت کے ساتھ حدیث کی اقسام کو بیان کیا۔ حدیث حسن اور صحیح میں فرق ہوتا ہے۔ حسن حدیث کا مطلب جس میں صحیح حدیث کے مقابلے میں راویوں میں ضبط اور عدالت کم ہوتی ہے۔ تو یہاں پر بیان کیا کہ حسن صحیح حدیث نہیں ہو سکتی کیونکہ دونوں کی حالتیں ایک جیسی

نہیں، صحیح حدیث میں راویوں میں ضبط وعدالت اعلیٰ درجے پر ہو تو صحیح ہو گی جبکہ حسن میں یہ حالت نہیں۔[37]

هذا احدیث، حدیث مفسر:

اس سے مراد ہے کہ اس روایت نے آیت کی تشریح کر دی جس سے پاؤں کے دھونے کا حکم سامنے آتا ہے۔ یعنی یہ ایسی حدیث ہوتی ہے جو قرآن پاک کی کسی آیت کی تفسیر کرتی ہے۔

ائمہ کرام حدیث باب کا مفہوم یوں ذکر کرتے ہیں۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جرابوں پر مسح کیاہے۔اس قول پر سب متفق ہیں۔ لیکن جرابوں کا مطلب حدیث میں موٹے موزے ہیں۔تو مسح صحیح ہے۔ فرماتے ہیں کہ اونی سوتی جرابوں پر مسح جائز ہے۔بشرطیکہ ہے کہ ان کا تلوا چمڑے سے بنا ہوا ہو۔

احناف شوافع اور حنابلہ کے مذاہب کی وضاحت:

مولانا رشید احمد گنگوہی نے شرح ترمذی میں بہت عمدہ طریقہ اختیار کیاہے۔ کہ اس میں انھوں نے آئمہ اربعہ کے مذاہب کو بھی بیان کیاہے۔ جیسا کہ کوئی بھی مسئلہ کسی حدیث میں بیان ہوتاہے تو اس کی تفصیل گنگوہی صاحب نے ائمہ کرام کی رائے کو ذکر کیا تاکہ تمام مذاہب و آراء کے متعلق علم ہو سکے۔ اس کی مثال کچھ یوں پیش کی جاسکتی ہے۔

شافعی کہتے ہیں کہ پانی جب دو قلوں کو پہنچ جائے تو وہ ناپاک نہیں رہتا۔ امام اعظمؒ پانی کے متعلق رائے دیتے ہیں کہ اگر نجاست گرنے کے بعد اس پانی کو ناپاک گمان کرے، تو وہ ناپاک ہو گا ورنہ وہ پاک ہے۔ مالکؒ کی رائے میں اگر کنویں میں ایک دفعہ نجاست گرے تو وہ پاک نہیں رہتا چاہے پانی نکالا جائے یا کچھ بھی کیا جائے وہ دوبارہ پاک نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کی دیواروں کے ساتھ نجاست سرایت کر چکی ہوتی ہے لہٰذا وہ کنواں ناپاک ہی رہے گا۔[38]

ایک نام کے دو راویوں کی وضاحت:

مولانا صاحب اگر کسی حدیث میں ملتے جلتے یا ایک جیسے دو ناموں کا ذکر ہو تو ان کی وضاحت کرتے ہیں۔ تاکہ کسی قسم کا شک شبہ نہ رہ جائے۔ جیسے ایک حدیث میں عروۃ بن زبیر اور عروۃ بن المزنی دو بندوں نے روایت کی یعنی سند میں ان دو کا نام ہے۔ چونکہ دونوں کے نام عروۃ سے شروع ہوتے ہیں تو مولانا صاحب نے بیان کیاہے کہ اگر حدیث میں عروۃ مطلق لیتے تو اس کا مطلب عروۃ بن زبیر ہے۔

اگر مطلق نہ ہو تو عروۃ بن المذنی مراد لیا جائے۔[39]

ترجمۃ الباب میں موجود اہم الفاظ کی لغوی تحقیق:

اس مولانا رشید احمد گنگوہی باب میں موجود اہم الفاظ کے لغوی معانی کی وضاحت کچھ یوں کرتے کہ لغوی اور اصطلاحی معانی میں ربط بھی پیدا ہو جائے ملاحظہ ہو چند مثالیں: امام ترمذیؒ باب قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(ا)۔۔" باب ماجاء لا تقبل صلٰوۃ بغیر طھورٍ"[40] وضو(طہارت) کے بغیر نماز مقبول نہ ہونے کا بیان

اس جگہ پر "باب" پہلی دفعہ آیا ہے اس لیے سب سے اول اس کی وضاحت کچھ یوں کی ہے :

"ان الباب لغة ما يدخل ويخرج منه والمراد منه النوع مجازا مستعارا یعنی کما ان الباب يدخل منه فی البیت کذالک تلک الاحادیث یدخل منها فی الطهارة "[41]۔

"لغت میں اس جگہ کو کہتے ہے جس سے انسان کسی جگہ داخل اور خارج ہو سکے اور مجازاً اس سے مراد نوع ہے جس طرح دروازے سے انسان گھر میں داخل ہوتا ہے اس طرح اس حدیث سے طہارت میں دخول ہوتا ہے" تقریباً یہی بات دوسرے محدثین نے بھی "باب" کی وضاحت میں لکھی ہے۔

اس باب کے عنوان میں دوسرا اہم لفظ جس کی تشریح ضروری ہو وہ لفظِ "لا تقبل" ہے کہ یہاں پر قبول سے کیا مراد ہے؟ مفتی صاحبؒ اُن کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز کرتے ہیں:

"قبول ہونے کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ کی شے اپنے تمام ارکان اور شرائط کا احاطہ کرنے والی ہو اور یہ صحۃ الاجزاء کے مترادف ہے اور دوسرا یہ کہ شے پر اس کی غرض مرتب ہو اور اور اللہ کے نزدیک ان پر ثواب و درجات حاصل ہو۔[42]

مطلب یہ ہے کہ قبول کے دو معانی ہیں ایک تو یہ ہے کسی عمل کو اپنے تمام ارکان اور شرائط کے ساتھ ادا کرنا جس سے انسان کا ذمہ فارغ ہو۔ دوسرا یہ کہ کسی بھی عمل سے ذمہ فارغ ہونے کے ساتھ اللہ کی جانب ثواب حاصل ہو۔

لفظ "طھور" کی وضاحت:

اس ترجمۃ الباب میں تیسرا اہم لفظ جو وضاحت کے متقاضی ہے وہ "طھور" ہے مفتی صاحبؒ اس لفظ کی وضاحت کرنے ہوئے لکھتے ہیں: والطُھور بالضم فعل الطهارة و باالفتح اسم لما يتطهره من المآء وغيره [43]

"طُھور ضمہ کے ساتھ فعل طھارت کو کہتے ہے اور فتح کے ساتھ (طَھور) پانی کو کہتے ہے جس سے صفائی کی جاتی ہو ۔اس جگہ ترجمۃ الباب میں طھور سے کیا مراد ہے؟ اس کو واضح کیا" اس کے بعد مولانا صاحبؒ نے فائدے کے طور پر ایک بات لکھی ہے جو باقی شروحات میں نہیں ملتی، فرماتے ہیں:

استعملوا فی اسماء موضع الحاجة كنايات تعففا وصونا للالسنة عما تستقذره الطبائع[44]-

"محدثین قضاء حاجت کی جگہوں میں کنایات استعمال کرتے ہیں، پاکدامنی اور اور اپنے زبانوں کو ان الفاظ سے بچانے کے وجہ سے جو انسانی طبیعتوں کو اچھے نہیں لگتے۔"

قصاص میں برابری اور مولانا کی تحقیق:

احناف کے نزدیک انسان کو جس طرح بھی قتل کیا جائے تو اس کا قصاص صرف تلوار سے لیا جائے گا ۔حالانکہ اس حدیث میں تو جس عمل کو اس نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے راعی سے کیا تھا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی آپ کے ساتھ ویسا کیا جیسے اوپر مذکور بھی ہے مولانا صاحبؒ لکھتے ہیں:

"اس حدیث میں تیسرا مسئلہ قصاص کے حکم میں برابری کا ہے۔امام اعظمؒ اورآپ کے تلامذہ نے فرمایا کہ قصاص میں برابری شرط نہیں اور فرمایا کہ قصاص صرف تلوار سے لے جائی گی۔ شافعیؒ اور احمدؒ سے ایک روایت ہے جیسے اس نے قتل کیا ہے ایسے اس کو بھی مارا جائے گا مگر لواطت و شراب کے علاوہ۔ان دونوں صورتوں میں تلوار سے قتل کیا جائے گا"[45]

اس جگہ صاحبؒ نے شافعیؒ واحمدؒ کا مسلک بیان کرتے ہوئے لکھا ہے" يقتل بمثل ما قتل به الا لواطة او ايجار الخمر "ان دونوں حالتوں کے بغیر جو بھی صورت ہو اس قاتل کے ساتھ بھی اس کا عمل کیا جائے بلکہ ایسا نہیں بلکہ آپؒ نے صرف ان دونوں صورتوں کا ذکر کیا کیونکہ ان دونوں ائمہ کے نزدیک جب قاتل نے ایک غیر شرعی طریقے سے قتل کیا ہو تو ان تمام صورتوں میں قاتل کو تلوار سے قتل کیا جائے۔" ہدایہ" میں اس جگہ عام الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔لکھتے ہیں:

"يفعل به كما فعل ان كان فعلا مشروعًا" [46]

"قاتل کے ساتھ بھی ایسے سلوک کیا جائے گا جیسے اس نے (مقتول کے ساتھ) کیا ہے"

پھر احناف کے ثبوتوں کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ولنا مارواه ابن ماجة "لا قود الا بالسيف "47 ای السلاح فیلحق به الرمح والخنجر وهذا الحديث من افراد ابن ماجه واكثر افراده ضعيفة الا ان هذا الحديث "

"ہمارا ثبوت وہ حدیث ہے جس کو ماجہؒ نے نقل کی "قصاص صرف تلوار سے لی جائے گی "یعنی اسلحہ سے پس اس میں نیزہ اور خنجر بھی داخل ہے اگرچہ یہ حدیث ابن ماجہ کے افراد میں سے جو کہ عموماً ضعیف ہوتے ہیں سوائے اس حدیث کے"

حدیث باب کے بارے میں بتاتے ہوئے مفتی صاحبؒ تحریر کرتے ہیں:

"حدیث کا باب کا جواب یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کے ساتھ یہ فعل سیاسۃ کیا نہ کہ حداً جیسا کہ امام ترمذیؒ نے ابن سیرینؒ سے روایت کی ہے کہ ان کا یہ قصہ حدود کے احکامات نازل ہونے سے قبل کا واقعہ ہے اور ان پر دلیل نہیں کہ کے بعد مقتول کے اولیاء نے ان کے ساتھ یہ عمل کیا اور اگلی بات یہ کہ زخموں کا قصاص نفس کے قصاص کے ساتھ نہیں جمع ہو سکتا اور فرمایا کہ:

حکم قصاصاً تھا پھر اس کے بعد مثلۃ کا حکم منسوخ ہو گیا جیسے کہ کتب مغازی میں ہے"[48]

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ تحقیق بھی اس طرح ہے۔[49] راوی کے بارے میں:

(۳): ترمذیؒ لکھتے ہیں:

((عن الشعبي عن علقمة عن ابن مسعود قال:قال رسول لاتستنجوا بالروث ولا بالعظام فإنه زاد إخوانكم من الجن))50

"ابن مسعود نے نقل کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشاد فرمایا کہ گوبر اور ہڈیوں سے استنجا مت کرو کیونکہ یہ تمہارے جن برادری کی خوراک ہے"

پھر ترمذیؒ لکھتے ہیں:

قال أبوعيسى وقد روى هذا الحديث إسماعيل بن إبراهيم وغيره عن داود بن إبي هند عن الشعبي عن علقمة عن عبدالله أنه كان مع النبي ليلة الجن الحديث بطوله"

اس کے بعد امام ترمذیؒ لکھتے ہیں:

"وكأن رواية إسماعيل أصح من رواية حفص بن غياث"

"اسماعیل کی روایت حفص بن غیاث کی روایت سے زیادہ اصح ہے۔"

اس کے بعد امام ترمذیؒ لکھتے ہیں:

"وكأن رواية إسماعيل أصح من رواية حفص بن غياث"

"اسماعیل کی روایت حفص بن غیاث کی روایت سے زیادہ اصح ہے"

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اس کی وجہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

اسماعیلؒ کی روایت حفص بن غیاثؒ کی روایت سے زیادہ اصح ہے اس لیے کہ حفص بن غیاثؒ نے موقوف ٹکڑے کو جو شعبیؒ کا قول ہے مرفوعاً نقل کر دیا اگرچہ شعبیؒ اسی ٹکڑے کو صحابی رسولصلی اللہ علیہ والہ وسلم سے نقل کیا لیکن اس نے یہ تصریح نہیں کی، یہ انہی گزشتہ سند کے ساتھ منقول ہے جو علقمہ عن عبد اللہ کے سند کے ساتھ شعبیؒ نے روایت کیا ہے۔ یہ ٹکڑا اسی گزشتہ سند کے ساتھ منقول نہیں اس لیے اسماعیلؒ کی روایت حفصؒ کے روایت سے اصح ہیں۔[51]

(۴): ترمذیؒ لکھتے ہیں:

((عن ابن عمر: عن النبي أنه قال من توضأ على طهر كتب الله به عشرحسنات))[52]

"ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جس شخص نے پاکی کے باوجود وضوء کیا اللہ تعالیٰ ان کے لیے اس کے بدلے دس نیکیاں لکھے گا۔"

عبد الرحمٰن مبارکپوریؒ لکھتے ہیں:

"قوله هذاإسناد مشرقي أى رواة هذا الحديث أهل المشرق وهم أهل الكوفة والبصرة كذا في بعض الحواشي"[53] "هذا اسناد مشرقی اس مراد یہ ہے کہ رواۃ حدیث اہل کوفہ واہل مشرق سے ہے ایسے بعض حواشی میں ہیں"

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے بھی تقریبا اس طرح لکھا ہے۔"الکوکب الدری" میں لکھتے:

"اس سے مراد سند کی تضعیف ہے کیونکہ مشرقی ہونے کی وجہ سے سند ضعیف اور قابل اعتراض نہیں بنتی بلکہ مقصود مصنف واقع اور نفس الامر کو بیان کرنا ہے کہ اہل مدینہ اور اہل حرم مکہ اس کو روایت نہیں کرتے۔ بلکہ یہ حدیث اہل کوفہ اور اہل بصرہ اور اس کے ارد گرد کے لوگوں میں مشہور ہیں۔ اس کے باوجود بھی سندِ حدیث ضعیف ہے مشرقی ہونے کے سبب سے نہیں بلکہ افریقی کے سبب سے سند ضعیف ہے، افریقی محدثین کے ہاں ضعیف ہے"[54]

(۵):امام ترمذیؒ لکھتے ہیں:

"شہر بن حوشبؒ کہتے ہیں ہم نے جریر بن عبد اللہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا کہ انہوں نے موزوں پر مسح کیا۔ میں نے ان سے کہا اس بارے میں تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے نبیصلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وضو فرمایا اور موزوں پر مسح کیا۔ میں نے ان سے پوچھا سورہ مائدہ نازل ہونے سے پہلے یا نازل ہونے کے بعد؟ انہوں نے جواب دیا مائدہ کے نزول کے بعد ہی اسلام قبول کیا"[55]

اس کو نقل کرکے ترمذیؒ لکھتے ہیں:" وهذا حديثٌ مفسر"

امام ترمذیؒ اس قول کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:"قوله هذا حديث مفسر: سین کے فتح کے ساتھ (مفسَرٌ) سے مراد ہے کہ جریر بن عبد اللہ نے اس کی تفسیر کی اس طرح کہ یہ سورۃ المائدہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا عمل ہے جس میں نسخ و تاویل کا کوئی امکان نہیں۔ یہ لفظ مفسر سین کے کسرہ (مفسِر) بھی پڑھا جاسکتا ہے اس مراد ہوگا کہ یہ حدیث قرآن کی آیت کی تفسیر کرنی والی ہے اس طرح کہ پاؤں کا دھونا بغیر موزوں کے ہے اور یہ کہ یہ حدیث تمام روایت کی تفسیر کرنے والی ہے"[56]

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے یہ بات بڑی وضاحت کے ساتھ لکھی ہے،"الکوکب الدری "میں فرماتے ہیں

"یہ لفظ اسم فاعل کے وزن پر مفسِر بھی ہوسکتا ہے تو مراد ہوگا کہ اس حدیث سے تفسیر آیت کردی جس سے پاؤں دھونے کا حکم سمجھ میں آرہا تھا اور آیت کی تفسیر یہ ہے کہ پاؤں دھونے کی ہدایت تب ہے جب پاؤں میں موزے نہیں ہو یا مطلب یہ ہے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی یہ حدیث اس تمام احادیث کے لیے مفسر ہے جس میں مسح کا حکم ہے کیونکہ ان احادیث میں یہ احتمال تھا کہ مسح کا یہ حکم سورۃ مائدہ میں آیتِ وضوء کے حکم سے پہلے کا تھا نہ اس کے بعد کا تو اس حدیث نے بیان کردیا کہ مسح علی الخفین جو کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فعل ہے وہ نزول مائدہ سے پہلے بھی ہے اور نزول مائدہ کے بعد بھی۔ یہ احتمال بھی ہے کہ لفظ مفسَر اس مفعول کے وزن پر ہو اب مراد ہوگا کہ جریر نے حدیث کی یہ تفسیر کردی کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نزول مائدہ کے بعد موزوں پر جو مسح کیا تھا، جریر کہتا ہے میں اس واقعہ کو بیان کررہا ہوں لہٰذا مسح علی الخفین والی روایات میں نہ نسخ، نہ تاویل اور تخصیص کا احتمال نہیں رہا تو اس صورت میں مفسَر اصول فقہ کی اصطلاحی معنی کے لحاظ سے استعمال ہوا ہے"[57]

احادیث کی وضاحت:

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کلمات کی وضاحت کے سلسلے میں ہر محدث کا اپنا منہج ہوتا ہے اوراپنے منہج کے مطابق وہ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وضاحت کرتا ہے۔ یہ وضاحت کئی طریقوں سے ہوتی ہے، ایک طریقہ تو یہ ہوتا ہے کہ کلمات کی لغوی تحقیق کی ساتھ ان کی صرفی اور نحوی تحقیق کی جائے۔ اس کے علاوہ بعض کلمات کی فرداً اور لغوی معنی تو واضح ہوتی ہے مگر دوسرے کلمات کے ساتھ مل کر ان کا مفہوم اور مطلب سیاق وسباق کے لحاظ سے بدل جاتا ہے محدثین ایسے کلمات کی بھی وضاحت فرماتے ہیں ۔اس کے علاوہ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلممیں بعض غریب اور مشکل الفاظ بھی ہوتے ہیں جن کی معنی متعین کرنے کے لیے تحقیق اور اس فن میں لکھیں گئی کتابوں کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

ابن صلاح ان مشکل اور غریب الفاظ کی تعریف اور ان سے واقفیت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس کا مطلب وہ مبہم جملہ ہے جو احادیث کے متون میں واقع ہوئے ہیں مگر قلت استعمال کی وجہ سے ناقابل فہم ہوتے ہیں، یہ ایک اہم علم ہے جس سے ناواقفیت اصحاب حدیث کے لیے خصوصاً اور دیگر اہل علم کے عموماًناپسند کی جاتی ہے، لیکن اس میں غور وفکر کرنا آسان کام نہیں اور اس میں انہماک رکھنے والے کے لیے تحقیق اور حزم واحتیاط نہایت لازم وضروری ہے"[58]

مشکل الفاظ اور غریب کلمات کی وضاحت کے لیے محدثین نے باقاعدہ کتابیں بھی تصنیف فرمائی، جو حدیث میں موجود مشکل اور غریب الفاظ کی وضاحت کے سلسلے میں بڑی فائدہ مند ثابت ہوئی۔ ویسے تو اس خدمت حدیث میں بہت سے محدثین نے اپنا آپ کو سعادت مند کرنے کے لیے کتابیں لکھیں مگر اس مشکل اور غریب کلمات کی وضاحت میں مندرجہ ذیل کتابیں بہت اہم ہیں جو کی انسان کو دوسرے کتب سے بے نیاز کر دیتی ہیں۔

(۱)۔غریب الحدیث : مصنف ،ابو عبیدہ قاسم بن سلام ہرویؒ[59]۔(المتوفٰی ۲۲۴ھ)

(۲)- الفائق فی غریب الحدیث :مصنف، جار اللہ محمود بن عمر زمخشری[60]۔(المتوفٰی ۳ ۵۸ھ)

(۳)۔النہایہ فی غریب الحدیث و الاثر: ابن الاثیر الجزریؒ۔(المتوفٰی۶۰۶ھ)

نتائج:

1. اس مشکل الفاظ اور غریب کلمات کی وضاحت کے لیے بعض محدثین نے باقاعدہ کتابیں بھی تصنیف

2. فرمائی، جو حدیث میں موجود مشکل اور غریب الفاظ کی وضاحت کے سلسلے میں بڑی فائدہ مند ثابت ہوئی۔

3. مولانا صاحب اگر کسی حدیث میں ملتے جلتے یا ایک جیسے دو ناموں کا ذکر ہو تو ان کی وضاحت کرتے ہیں۔ تا کہ کسی قسم کا شک شبہ نہ رہ جائے۔ جیسے ایک حدیث میں عروۃ بن زبیر اور عروۃ بن المزنی دو بندوں نے روایت کی یعنی سند میں ان دو کا نام ہے۔ چونکہ دونوں کے نام عروۃ سے شروع ہوتے ہیں تو مولانا صاحب نے بیان کیا ہے کہ اگر حدیث میں عروۃ مطلق لیتے تو اس کا مطلب عروۃ بن زبیر ہے۔

4. متعارض احادیث کا بڑا عمدہ حل پیش کیا گیا۔ نادر توجیہات بھی جابجا مذکور ہیں مولانا یوسف بنوری فرماتے ہیں کہ مولانا رشید احمد گنگوہی اس کتاب یعنی جامع ترمذی کی ایسی نادر اور اچھوتی توجیہات کی گئی جن سے بڑی ضخیم کتاب بھی خالی ہوتی تھی۔

5. کہ اختلافی مسائل میں احناف کے دلائل کو بڑی عمدگی سے تحریر کیا۔

6. حسب ضرورت اسماء الرجال کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

[1]Abd ur raheed arshad, bees barhy musalman, maktaba al rasheed Lahore, 1975, P:146
[2]Gangohi,rasheed ahmad, taleefat rasheedia idarah oslamia lahore, 2005, P:12
[3]Binoori, Muhammad yousaf, muqaddima darari, bahawala mahnama al rasheed dar ul uloom dayoband, P:175
[4]Al sarakhsi, almabsoot, dar ul ma'arifiah, Beirut, 1414 H, P:1/46
[5]Baghwi, Muhammad bin fara'a, al tehzeeb, dar ul kutub al ilmia, Beirut, 1997, P:1/125
[6] Ibin-e-rushad, Muhammad bin ahmad, bidayatul mujtahid, faraan academy Lahore, P:1/18
[7]Abdul Haye, alsa'aya fi hal sharah alwiqaya, suhail academy Lahore, 1396 H, P:370
[8] Imam timizi, Jamia tirmizi, bab minhu aakhar, 67, P:191
[9] Imam Abdullah zailie, nasabu alrawaya, wizaratul auqaaf suadia, Saudi Arab, 2014, P:1/154
[10]Muolana abdul Haye, alsa'aya fi hal sharah alwiqaya, P:1/370
[11] Mubarak puri, abdur rahman, tuhfatul ahwazi, makataba faisal dayoband, 2009, P: 1/191-192
[12] Ezan,
[13] Ganguhi,rasheed ahmad, alkwaokab alduri, P:1/96
[14] Imam tirmizi, Jamia tirmizi, bab ma ja'a faman adraka raka'atun min al asari qabala an taghrib al shamsi, 34, P:196
[15] Mullah jiwan, noor ul anwaar, S M saeed compny Karachi, P:64
[16] Mullah jiwan, noor ul anwaar, P:64
[17]Al anfal, 8/35

[18] Ganguhi,rasheed ahmad, alkwaokab alduri sharaha Jamia al tirmizi, P:1/219
[19] Binoori, Muhammad yousaf, muqaddima darari, bahawala mahnama al rasheed dar ul uloom dayoband, P: 75
[20] Imam tirmizi, Jamia tirmizi, P:2/94
[21] Taeebi hussain bin Abdullah, sharaha al taeebi almishkat, maktaba mustafa albaaz Karachi, P:2/277
[22]Ganguhi,rasheed ahmad, alkwaokab alduri sharaha Jamia al tirmizi, P:3/373
[23] Imam tirmizi, Jamia tirmizi, P:2/278
[24]Ezan, P:1/377
[25]Ezan
[26]Ganguhi,rasheed ahmad, alkwaokab alduri sharaha Jamia al tirmizi, P:1/313
[27]Ezan
[28] Ezan, P:2/358
[29]Imam tirmizi, Jamia tirmizi, P:4/112
[30]Ganguhi,rasheed ahmad, alkwaokab alduri sharaha Jamia al tirmizi, P:2/110
[31] Ganguhi,rasheed ahmad, alkwaokab alduri sharaha Jamia al tirmizi, P:1/72
[32] Ezan, P:1/166
[33] Ezan, P:1/173
[34]Ezan, P:1/86
[35]Ganguhi,rasheed ahmad, alkwaokab alduri sharaha Jamia al tirmizi, P:1/86
[36]Ezan, P:1/163
[37]Ezan, P:1/87
[38] Ganguhi,rasheed ahmad, alkwaokab alduri sharaha Jamia al tirmizi, P:1/190
[39]Ezan, P:1/231
[40]Imam tirmizi, Jamia tirmizi, P:1/57
[41]Ganguhi,rasheed ahmad, alkwaokab alduri sharaha Jamia al tirmizi, P:1/28
[42] "والقبول قسمان احدهما ان يكون الشئ مستجمعا للاركان والشرائط و يرادفه الصحة الاجزاء والثانى كون الشئ يترتب عليه غرضه من وقوعه عندالله جل ذكره موقع الرضا ويترتب عليه الثواب والدرجات"- (Fareed, Mufti Muhammad, minhaj al sunan, alfareed academy, dar ul uloom sidiqqiya Swabi, P:1/28)
[43]Ganguhi,rasheed ahmad, alkwaokab alduri sharaha Jamia al tirmizi, P:1/28
[44] Fareed, Mufti Muhammad, minhaj al sunan, alfareed academy, dar ul uloom sidiqqiya Swabi, P:1/56
[45]Fareed, Mufti Muhammad, minhaj al sunan, P:1/188
[46]Marghinani, burhan ud din, alhidaya, maktaba rahmania lahore, 2006, P:4/311
[47]Imam ibn-e-maja, sunan ibn-e-maja, dar us slam linashar wa twazee alriyadh, Saudi arab, 1434 H, P: 266
[48]Fareed, Mufti Muhammad, minhaj al sunan, P:1/124
[49]Ganguhi,rasheed ahmad, alkwaokab alduri sharaha Jamia al tirmizi, P:1/210
[50]Imam tirmizi, Jamia tirmizi, bab ma ja’a fi kirahiati ma yastanji bihi P:18
[51]Ganguhi,rasheed ahmad, alkwaokab alduri sharaha Jamia al tirmizi, P:123
[52]Imam tirmizi, Jamia tirmizi, bab ma ja’a annahu yousalli salata biwazdhu en wahid, 61, P:1/59
[53]Mubarak puri, abdur rahman, tuhfatul ahwazi, P: 2/233
[54]Ganguhi,rasheed ahmad, alkwaokab alduri sharaha Jamia al tirmizi, P:1/181

55 "عن شهر بن حوشب قال :رأيت جرير بن عبد الله توضأ ومسح على خفيه فقلت له في ذلك ؟ فقال رأيت النبي توضأ ومسح على خفيه فقلت له أقبل المائدة أم بعد المائدة ؟ فقال ما أسلمت إلا بعد المائدة"
(Imam tirmizi, Jamia tirmizi, abwabu taharah, bab masaha al khiffain, 70, hadith:94)

56 "قوله هذاه حديث مفسر بفتح السين اى ان جريرا فسره بكونه حكاية لفعلہٖ بعد المائدة وليس فيه احتمال النسخ اولتاويل وجاز كسر السين ايل انه مفسر للآية بان الغسل انما هوعند عدم التخفف او معناه انه مفسر لسائر الروايات"
(Fareed, Mufti Muhammad, minhaj al sunan, P:1/227)

57 Ganguhi,rasheed ahmad, alkwaokab alduri sharaha Jamia al tirmizi, P:1/250

58 **"هو عبارة عما وقع في متون الاحاديث من الالفاظ الغامضة البعيدة من الفهم لقلة استعمالها،وهذا فن مهم،يقبح جهله باهل الحديث خاصةً ثم باهل العلم عامة، والخوض فيه ليس بالهين،والخائض فيه حقيق بالتحرى، جدير بالتوقِي"**
(Ibn us salah, muqaddima Ibn us salah, P:274**)**

59 محمد ابن عبد الرحمٰن ابی عبید، باشانی، ابو عبید ہروی، خراسان کے اہل، ہرات میں سے تھے۔ باحث لغوی محقق اور محدث تھے۔ ابو منصور ازہری لغوی کے شاگرد تھے۔ نہایت سادہ زندگی گزارتے تھے۔ لذت وطرب کے مجالس میں شرکت کیا کرتے تھے۔ ہرات کو سیدنا احنف بن قیس نے صلحاً فتح کیا تھا۔ باشان (فاشان) ہرات کا ایک قصبہ تھا۔
(Wafiyatul a'ayan, P:1/95)

60 محمود بن عمر بن محمد م بن احمد، خوارزمی جار اللہ، ابو القاسم، خوارزم کے مضافاتی گاؤں زمحشر میں ۴۶۷ھ کو پیدا ہوئے۔ عرصہ دراز تک مکہ مکرمہ میں رہائش پزیر ہونے کی وجہ سے جار اللہ کہلائے ۵۳۷ھ کو وفات پائی۔ لغوی، ادیب، حنفی اور معتزلی تھے۔
(Al johar almdhiya fi tabqaat al hanfia, P:2/4)